برائیاں زیر بحث آئی ہیں اور جس میں ان کی اصلاح کے طریقوں پر گفتگو کی جاتی ہے یوں تو اردو میں اس موضوع پر مختلف عنوانات کے ماتحت اور بھی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن غالباً یہ پہلی کتاب ہے جس میں سائنٹیفک اور فنی طریقہ پر اس موضوع پر گفتگو کی گئی ہے۔ شروع میں ایک تمہید ہے جس میں لائق مصنف نے اس فن کی تعریف اور اس کی غایت و موضوع پر کلام کرنے کے بعد دوسرے علوم و فنون سے اس فن کا تعلق اور رشتہ بتایا ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد آٹھ ابواب ہیں جن میں دولت اور خوش حالی کی تعریف کرنے کے بعد ان کی مختلف قسمیں اور ان کا باہمی رشتہ اور خوش حالی کے لوازم اور شرطیں۔ پھر سماجی امراض افلاس۔ عیب اور جرم۔ ان کی حقیقت۔ ان کے اثرات اور نتائج اس کے بعد معیار زندگی کے مختلف مدارج اور اس کا سماجیاتی مفہوم اور پھر سماجی سیاست اور سماجی اصلاح وغیرہ کے طریقے ان سب پر فن کارانہ گفتگو کی گئی ہے زبان صاف و سلیس اور عام فہم ہے لیکن حیدرآباد میں علمی اصطلاحات کو اردو کا قالب دینے کی جو کوششیں کی گئی ہیں ان کا اثر جگہ جگہ اس کتاب میں ظاہر ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں کو جو ان نئے الفاظ سے مانوس نہیں ہیں یک گونہ وحشت کا ہونا لازمی ہے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ فاضل مصنف نے عربی اور فارسی کے متداول اور رواں الفاظ کو استعمال کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا ہے لیکن اس کے باوجود انھوں نے "ضمیمہ" کو "جزادا" لکھا ہے۔ ہم نے خود جب پہلی مرتبہ یہ لفظ دیکھا تو سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر سیاق و سباق سے معلوم ہوا کہ یہ ضمیمہ کا ترجمہ ہے بہرحال کتاب مفید اور مطالعہ کے لائق ہے اس کے مطالعہ سے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوں گی جن کو آدمی روزانہ یا اکثر اپنے سماجی ماحول میں دیکھتا اور محسوس کرتا ہے مگر نہ تو وہ اس کی صحیح تعبیر کر سکتا ہے اور نہ اس کی کوئی معقول توجیہ اس کی سمجھ میں آتی ہے۔

اسلامی فنِ تعمیر از جناب سید مبارز الدین رفعت ایم۔ اے (عثمانیہ) تقطیع متوسط ضخامت ۲۳۵ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت مجلد مہ روپیہ شائع کردہ انجمن ترقی اردو (ھند) علی گڈھ

یہ کتاب ارنسٹ ٹاڈھیام رچمنڈ جو ایک زمانہ میں مجلس برائے تحفظ آثار عرب مصریہ کا اسسٹنٹ انجنیر تھا اس کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جس میں مصنف نے اسلامی فن تعمیر کی خصوصیات۔ عہد بعہد اس

کا ارتقاء۔ اور اس کے طبعی و تاریخی اسباب و علل پر گفتگو کی ہے اور ۶۲۳ء یعنی سال ہجرت سے لے کر ۱۶۱۵ء یعنی مصر میں عہد ممالیک تک بلادِ عرب میں جو اسلامی تعمیرات ہوئی ہیں ان کا ذکر بحیثیت ایک فن تعمیر کے ماہر کے کیا ہے کتاب کے مفید اور معلومات افزا ہونے میں کلام نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مصنف نے بعض عمارتوں کا تاریخی پس منظر بیان کرتے وقت چونکہ مسلمان مصنفین کے بجائے مغربی مورخین کے بیان پر اعتماد کیا ہے اس لئے ان کے قلم سے بعض باتیں ایسی نکل گئی ہیں جو خود تاریخی اعتبار سے لائق قبول نہیں ہیں مثلاً یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۶۳۳ء کے اختتام سے کچھ پہلے بازنطینی سلطنت کی شامی سرحدوں اور ایران کی سرحدوں یا ان دونوں کے راستوں پر چھاپہ مارنے اور لوٹنے کے لئے اسلامی فوجیں روانہ کیں"۔ یا غیر مسلموں کی نسبت یہ لکھنا کہ وہ اسلام اس لئے قبول کرتے تھے کہ اس سماجی کمتری کی لعنت سے بچ جائیں جو ان پر مسلط کی جاتی تھی۔ بہرحال ترجمہ صاف و سلیس اور رواں ہے اگرچہ کہیں کہیں اغلاق پیدا ہو گیا ہے امید ہے کہ ارباب ذوق اس کی قدر کریں گے اور اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں گے

غلامانِ اسلام

اسّی کے قریب ان صحابہ تابعین، تبع تابعین، فقہا اور محدثین اور اربابِ کشف و کرامات اور اصحابِ علم و ادب کے سوانح حیات اور کمالات و فضائل بڑی تحقیق و تدقیق سے جمع کئے گئے ہیں جنھوں نے غلام یا آزاد کردہ غلام ہونے کے باوجود ملت کی عظیم الشان خدمتیں انجام دیں جنھیں اسلامی سوسائٹی کے ہر دور میں عظمت و اقتدار کا فلک الافلاک سمجھا گیا اور جن کے علمی، مذہبی، تاریخی اور سماجی کارنامے اس قدر شاندار اور اس قدر روشن ہیں کہ ان کی غلامی پر آزادی کو رشک کرنے کا حق ہے اور بجا ہے یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی محققانہ دلچسپ اور معلومات سے بھرپور کتاب اس موضوع پر اب تک کسی زبان میں شائع نہیں اس کے مطالعہ سے غلامانِ اسلام کے حیرت انگیز اور شاندار کارناموں کا نقشہ آنکھوں میں سما جاتا ہے دوسرا اڈیشن صفحات ۴۰۰ بڑی تقطیع قیمت پانچ روپے آٹھ آنے مجلد سے ۶ر